يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ

طائرِ بسمل

(حصّہ اول)

سنابلی صاحب کی کتاب

"یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ"

پر ایک نظر

مصنف: شجاع الدین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کچھ اس کتاب کے بارے میں

کفایت اللہ سنابلی صاحب عرضِ مؤلف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

”قرآن وحدیث میں عدل وانصاف کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے یزید سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ خالص حقائق پیش کیے جائیں اور بے بنیاد اتہامات اور جھوٹے الزامات کی کلی طور پر تردید کر دی جائے گی۔“ (ص۲۶)

بے شک سنابلی صاحب آپ کی بات درست ہے لیکن یہ طریقۂ کار دنیا میں ہر شخص کے ساتھ اپنانے کا حکم شریعت نے دیا ہے اور اس کا خلاف کرنے پر کتاب وسنت میں شدید وعیدیں آئی ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اس کتاب میں اس اصول کی مکمل طور پر پابندی نہ کی اور کئی مقامات پر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی اشخاص پر ہاتھ صاف کر گئے ہیں۔ یہ بات آگے چل کر ثابت بھی کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جو تبصرہ کریں غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کریں۔ ان شاء اللہ۔

کتاب کا منہج

سنابلی صاحب فرماتے ہیں:

”بعض ضعیف تاریخی روایات جن کے مفہوم کی تائید دیگر صحیح روایات سے ہوئی ہے انھیں بھی اس کتاب میں بطور استدلال ذکر نہیں کیا گیا۔“ (ص۲۸)

کاش! کہ آپ نے اس اصول یا شرط کی پابندی کی ہوتی، یقین کیجیے کہ اگر اس شرط کی

پابندی آپ کر لیتے تو بہت سی ایسی غلط باتیں اس کتاب میں درج نہ ہوتیں جو قطعاً نا قابلِ قبول ہیں۔ انصاف کی رو سے اس شرط کو آپ نے کس مقام پر توڑا اس کے لیے اپنی کتاب کا صفحہ نمبر ۵۰۳، ۵۰۴ دیکھیں، آپ ایک روایت "الاغانی" اور "المدائینی فی المنتظم" کے حوالے سے لائے ہیں، پھر ص ۵۳۶، ۵۳۷ پر اس اور دیگر ضعیف روایات سے استدلال کیا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ خود اس روایت پہ کلام کر کے اس میں دو علتیں نکال کر اس پر ضعیف ہونے کا حکم بھی لگا چکے تھے دیکھیں ص ۵۲۵،۵۲۶۔

خیر اس مثال سے یہ بتانا مقصود تھا کہ آپ اپنی بیان کردہ شرط پر قائم نہ رہ سکے اور اپنی ہی بیان کردہ ضعیف روایت سے استدلال کر گئے، اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ آئندہ اس روایت کو اپنی کتاب سے نکالتے ہیں یا استدلال جو آپ نے کیا ہے اس سے رجوع کرتے ہیں یا پھر اپنی شرط صرف صحیح یا حسن درجے کی روایات کو اپنے بیان کردہ مؤقف کو بیان کرنے میں واپس لیتے ہیں؟

واضح رہے کہ جو استدلال آپ نے اس روایت سے کیا ہے اس میں ہمارے کیا تحفظات ہیں ہم آئندہ اوراق میں اس پر بحث کریں گے۔ ان شاء اللہ

خیر آگے چل کر سنابلی صاحب اپنی کتاب کی کچھ امتیازی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "یہ امتیاز اس موضوع پر لکھی گئی شاید ہی کسی اور کتاب میں قارئین کو نظر آئے۔"
> (ص ۲۸)

اس کتاب میں واقعی بہت سی امتیازی چیزیں ہیں جن کا ذکر ہی آگے چل کر نہایت اختصار کے ساتھ کریں گے اور سنابلی صاحب کی غلط فہمیوں کو دور کریں گے کہ جو ان کو جانبداری کی وجہ سے لاحق ہوئی ہیں۔ (ان شاء اللہ)

سنابلی صاحب پر حوالے کی ذمہ داری

سنابلی صاحب فرماتے ہیں:

"امیر یزید جس دور سے تعلق رکھتے ہیں اس دور کو اللہ کے نبی ﷺ نے "خیر القرون" کہا۔" (ص ۳۴)

سنابلی صاحب شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ پر خوب دل کھول کے برسے۔ اپنی کتاب کے متعدد اوراق میں صرف اس بناء پر کہ شیخ زبیر اس روایت کی تحسین کرتے ہیں جو سنابلی صاحب کی تحقیق میں موضوع ہے۔ اسی طرح جب علامہ ابن جوزی نے کچھ روایات یزید بن معاویہ کی مذمت میں اپنی کتاب "الرد علی المتعصب العنید" میں نقل کیں تھیں تو ان کا تعاقب کر کے ان روایات کی حقیقت سے آگاہ کرتے وقت سنابلی صاحب نے ان پر خوب برسنا واجب جانا۔ اور ابن جوزی کی خاص اس حرکت پر سنابلی صاحب نے انھیں ان کلمات سے نوازا:

"ابن جوزی آپے سے باہر ہو گئے۔" (ص ۹۱، ۷۸۵)

"اگر ابن جوزی نے یزید کے بارے میں جھوٹی باتیں بیان نہ کیں ہوتیں۔" (ص ۷۸۵)

"ابن جوزی نے اپنی زندگی میں کئی لوگوں پر بے جا جرح کرتے ہوئے ان کی طرف بے بنیاد عیوب کی نسبت کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کے اندر یہ عیوب نہ تھے، بلکہ ابن جوزی ہی ان عیوب سے متصف تھے اور شاید وہ اپنے اوپر دوسروں کو قیاس کرنے لگ جاتے تھے۔" (ص ۷۹۳)

"سب سے پہلے ابن جوزی نے ایک تقریر میں یزید کے خلاف بکواس کی۔" (ص ۸۱)

"ابن الجوزی (متروک ومبتدع)۔" (ص ۲۹۳)

حال میں سنابلی صاحب نے ایک کتاب انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کی جس کے ٹائٹل پیج پر یہ لکھا ہے "زبیر علی زئی صاحب کی تہمت تراشیوں اور افتراء پردازیوں کا جواب......" ٹائٹل پر جب ایسا سخت کلام ہے تو کتاب کے اندر کن الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہوگا اور ادب واحترام کا خون کس بے دردی و سنگ دلی سے کیا گیا ہوگا خوب اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر جن لوگوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے وہ ہماری بات کی تصدیق کیے بنا رہ نہ پائیں گے بشرط عقیدت وغلو کی پٹی آنکھوں پر نہ پڑی ہو۔

اس کتاب کے اپ لوڈ کرنے بعد سنابلی صاحب کے چاہنے والوں نے تو خوب اس کتاب کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور خوب اس کی تشہیر بھی کی لیکن کچھ لوگوں نے اس پر سنابلی صاحب سے سخت زبانی کا شکوہ کیا، جواب میں سنابلی صاحب نے جو باتیں کیں ان کا ماحصل یہ ہے کہ جو کچھ زبیر صاحب نے میرے بارے میں لکھا اس کے مقابلے میں میری تحریر میں کچھ بھی سختی نہیں اور یہ ایک ردعمل کی صورت میں لکھی گئی تحریر ہے......

ہم سنابلی صاحب سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف آپ نے سخت کلامی کی وجہ بیان کی، جن وجوہات کی بنا پر آپ نے یہ تحریر لکھی ان کی بعض چیزوں سے ہم آپ سے اتفاق کرتے ہیں لیکن ابن جوزی نے تو آپ کے خلاف کچھ نہ لکھا تھا پھر آپ نے ان کے خلاف اس قدر سخت زبان کیوں اختیار کی؟ اگر آپ کہیں گے کہ ابن جوزی نے یزید پر بے جا الزامات وارد کیے جو خلافِ حقیقت تھے تو ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ابن جوزی اس فعل میں منفرد ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو کیا آپ ہر اس شخص کے خلاف ایسی زبان استعمال کریں گے؟ اگر کریں گے تو پھر آپ جانتے ہیں کہ آپ کی سخت زبانی کی لپیٹ میں کتنے بڑے بڑے لوگ آسکتے ہیں اور اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو ہمیں وضاحت دیں کہ یہ سخت کلامی صرف ابن جوزی کے لیے ہی کیوں؟

خیر اپنے اصل مدعیٰ کی طرف آتے ہیں وہ یہ کہ سنابلی صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

طرف "خیر القرون" کے الفاظ منسوب کیے ہیں، ہماری تحقیق کے مطابق یہ الفاظ قطعاً کسی مرفوع روایت سے ثابت نہیں ہیں بلکہ "موضوع" ہیں جبکہ صحیح احادیث میں "خَيْرُ النَّاس" اور "خَيْرُ أُمَّتِي" کے الفاظ ملتے ہیں اور ثابت بھی ہیں۔

سنابلی صاحب سے گزارش ہے کہ یا تو ان الفاظ کی نسبت مرفوعاً ثابت کریں ورنہ ان الفاظ کو آئندہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہ کریں۔

پہلی صورت میں یعنی اگر سنابلی صاحب ان الفاظ کو مرفوعاً ثابت کر دیتے ہیں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے اور علم میں اضافہ کرنے کی بنا پر سنابلی صاحب کے لیے دعا کریں گے۔

دوسری صورت میں یعنی اگر ان الفاظ کو ثابت نہیں کرتے تو کیا سنابلی صاحب اس چیز کو اپنے لیے بھی پسند کریں گے جو انھوں نے زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے طرزِ تحریر اختیار کیا کوئی شخص ان پر بھی اس غلطی کی وجہ سے گرجنا اور برسنا شروع کر دے؟

شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ اور کفایت اللہ سنابلی صاحب کا اختلاف مسئلۂ یزید پر ایک روایت کی تحسین کرنے کی وجہ سے چل پڑا اور خاصا طول اختیار کر گیا، شیخ زبیر کے نزدیک وہ روایت حسن درجے کی تھی اور جناب سنابلی صاحب کی تحقیق میں وہ موضوع تھی۔ خیر شیخ زبیر کے انتقال کے بعد سنابلی صاحب کی کتاب "یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ" شائع ہوئی اور جو تحریریں سنابلی صاحب نے زبیر صاحب کے جواب میں لکھی تھیں وہ بھی اس کتاب کا حصہ بن گئیں اور دیگر اعتراضات جو یزید بن معاویہ کی شخصیت کے حوالے سے اٹھائے جاتے ہیں سنابلی صاحب نے ان اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی اور بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔ لیکن جب ہم نے کتاب میں سنابلی صاحب کا بیان شیخ زبیر کے بارے میں پڑھا کہ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے تاریخ ابن عساکر کی ایک روایت کی تحسین کی ہے تو حیرت ہوئی کہ سنابلی صاحب نے یہ دعویٰ نہ جانے کیا سوچ کر کیا؟ اور پھر اپنی کتاب کے مختلف صفحات پر اس دعویٰ کو دہرایا۔

سنابلی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے عہدِ رسالت سے لے کر عصر حاضر تک چودہ سوسالہ دور میں دنیا کے کسی بھی معتبر محدث یا امام نے اس روایت کو صحیح یا حسن نہیں کہا ہے۔" (ص۹۱)

کفایت اللہ سنابلی صاحب کو کسی بھائی نے محدث فورم پہ جب شیخ البانی کا فیصلہ اس روایت کے بارے میں بتایا تو انھوں نے اپنی کتاب کے ص ۸۵ پر کچھ اعتراضات کیے اور کہا کہ:

"شیخ البانی عصر حاضر کے محدث ہیں اور ان کے فیصلے کے برخلاف متقدمین محدثین نے بالاتفاق اس روایت کو مردود قرار دیا ہے۔ متقدمین کے متفقہ فیصلے کے ہوتے ہوئے متاخرین کی بات کون سنے گا؟"

اس بات پر ہم سنابلی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتاب میں یہ بات کیوں کہی کہ:

"زبیر علی زئی صاحب نے ایک خاص سند ومتن کو حسن قرار دے کر ایک ایسی نئی بات پیش کی ہے جس میں ان کا کوئی سلف نہیں (ص ۴۸)۔"

غور کریں اوپر نقل کردہ الفاظ میں آپ نے لکھا ہے: "ایسی نئی بات" اور "ان کا کوئی سلف نہیں" آپ نے پہلے یہ بات کہہ دی کہ یہ نئی بات ہے (یعنی اس روایت کی تحسین کرنا) جب شیخ البانی کا حوالہ آپ کو پیش کیا گیا تو آپ کو کم ازکم اپنی یہ بات واپس لے لینی چاہیے تھی لیکن آپ نے اپنا اعتراض بدل کر شیخ البانی کی تحسین کردہ روایت پر اعتراضات جمانا شروع کردیے اور عجیب باتیں کیں کہ: "متقدمین کے فیصلے کے ہوتے ہوئے متاخرین کی بات کون سنے گا؟" (ص ۸۵)۔ اب یا تو آپ یہ بات نہ کرتے کہ اس روایت کی تحسین ایک نئی بات ہے یا یہ بات نہ کرتے کہ متاخرین کی بات نہیں چلے گی۔ برائے کرم اس تعارض کو دور فرمائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

”شیخ البانی نے جس روایت کو صحیح [1] کہا ہے اس کا متن زیر بحث روایت سے بہت مختلف ہے۔

شیخ البانی کی تصحیح کردہ روایت میں یزید بن ابی سفیان پر گھناؤنا الزام نہیں ہے۔

شیخ البانی کی تصحیح کردہ روایت میں سنت کو بدلنے والے شخص کا نام مذکور ہی نہیں ہے۔“

اس اعتراض میں سنابلی صاحب نے دو باتیں کیں:

۱- یزید بن ابی سفیان پر گھناؤنا الزام نہیں۔

۲- سنت کو بدلنے والے شخص کا نام مذکور نہیں۔

عرض ہے کہ ان دونوں باتوں کا جواب آپ نے خود دے دیا ہے اسی صفحے پر آپ فرماتے ہیں:

”یہ روایت ابن ابی عاصم میں مختصر ہے اور ابن عساکر میں مفصل ہے۔“(ص ۸۵)

لہٰذا جب آپ نے خود تسلیم کرلیا کہ یہ وہی روایت ہے جس میں لونڈی غصب کرنے کا ذکر بھی ہے اور سنت کو بدلنے والے شخص کا نام بھی موجود ہے تو پھر معاملہ ہی سیدھا ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شیخ زبیر سے پہلے اس روایت کی تحسین شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کر چکے ہیں۔ پھر آپ نے جو دعویٰ کیا کہ: ”عہدِ رسالت سے لے کر عصر حاضر تک چودہ سو سالہ دور میں دنیا کے کسی بھی معتبر محدث یا امام نے اس روایت کو صحیح یا حسن نہیں کہا۔“ آپ کی اپنی ہی تحریر سے یہ بات باطل ہو جاتی ہے۔

آگے چل کر دوسری بات آپ نے کی کہ: ”اس روایت پر حکم لگاتے وقت وہ تمام طرق اور تمام علل سے واقف نہ تھے...... سلسلتین میں علامہ البانی کا طرز عمل یہی ہے کہ وہ پیش کردہ روایت کے تمام گوشوں پر بات کرتے ہیں۔“(ص ۹۶)

---

[1] صحیح تو کہا ہی نہیں شیخ البانی نے، انھوں نے تو حسن کہا ہے۔

یہ کہنا کہ شیخ البانی تمام طرق سے واقف نہ تھے درست نہیں کیوں کہ آپ فرماتے ہیں کہ شیخ زبیر پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس طرح کی روایت کی تحسین کی، آپ کو پھر یہ بات کرنی چاہیے کہ تمام طرق کو سامنے رکھ کر کسی محدث نے شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے اس روایت کو قبولیت کا درجہ نہ دیا۔ یہ بات کرنی ہی لایعنی ہے کہ شیخ البانی کے سامنے تمام طرق نہ تھے۔

خیر یہ بات بھی آپ کی درست نہیں کہ شیخ البانی کے سامنے دیگر طرق نہ تھے کیوں کہ شیخ البانی نے اس کی ہم معنی روایت کو صحیح الجامع الصغیر و زیادۃ میں بھی حسن قرار دیا ہے۔(صحیح الجامع، رقم ۲۵۸۲)

یہ بات معروف ہے کہ سلسله صحيحة کا آغاز علامہ البانی نے صحيح الجامع کی تحقیق سے پہلے کیا ہے اور اسی لیے شیخ البانی نے صحيح الجامع میں جب روایت کی تحسین کی تو ساتھ ہی الصحيحة رقم ۱۷۴۹ کا بھی حوالہ نقل کیا۔ کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ صحيح الجامع کی تحقیق کے وقت بھی شیخ البانی کے سامنے دیگر طرق نہ تھے؟

آپ کی دوسری بات کہ:

”سلسلتین میں علامہ البانی کا طرزِ عمل یہی ہے کہ وہ پیش کردہ روایت کے تمام گوشوں پر بات کرتے ہیں۔“(ص۹۶)

اسی بات سے متعلق پہلے تو جو آپ لفظ ”یہی“ لے کر آئے ہیں جس سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی بات کے برعکس کچھ ہے ہی نہیں جب کہ یہ بات بھی آپ کی حقائق کے خلاف ہے اور ہمیں حیرت ہے کہ آپ ”یہی“ کی قید لگا کر اپنی پیش کردہ غیر تحقیقی بات کو کتنے یقین کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

ہم ایک مثال دیتے ہیں جس سے ثابت ہوگا کہ شیخ البانی ہمیشہ روایت کے تمام

گوشوں پر بات نہیں کرتے مثلاً:

”كنا اذا سلم النبي صلى الله عليه وسلم علينا قلنا: عليك السلام و رحمة الله و بركاته و مغفرته“ (الصحيحه، رقم ١٤٤٩)

اس روایت کو دیکھنے کے بعد سنابلی صاحب کے دعویٰ کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی کہ شیخ البانی سلسلتین میں کوئی روایت لاتے ہیں تو پیش کردہ روایت کے تمام گوشوں پر بات کرتے ہیں۔ اس طرح کی کئی ایک مثالیں سنابلی صاحب کی خدمت میں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس کی ضرورت نہیں اور ایک مثال سے ہی ہماری بات ثابت ہو جاتی ہے۔ (الحمدللہ)

مزید سنابلی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”اس روایت کی تحسین شیخ البانی کے اصول کے خلاف ہے۔“ (ص٩٦)

سنابلی صاحب سے گزارش ہے کہ بات یہ تو چل ہی نہیں رہی کہ شیخ البانی کے اصولوں کے مطابق یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ نہیں بلکہ بات تو یہ چل رہی ہے کہ کیا کسی محدث یا امام نے شیخ زبیر سے پہلے اس روایت کی تصحیح یا تحسین کی ہے یا نہیں؟ اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ شیخ البانی نے ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ اس روایت کی تحسین پر مہر ثبت کی ہے ایک بار سلسلہ صحیحۃ میں اور دوسری بار صحیح الجامع الصغیر میں۔ اب یہ بات کہ یہ تحسین شیخ البانی کے اصول کے خلاف ہے یا مطابق سرے سے موضوعِ بحث نہیں۔

پھر سنابلی صاحب فرماتے ہیں:

”اس کی سند منقطع ہے اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ غالباً انقطاع سند پر مطلع نہ ہو سکے۔“ (ص٩٦)

جناب! آپ نے یہ دعویٰ کیوں کیا کہ زبیر علی زئی چودہ سو سال میں پہلی شخصیت ہیں

جنھوں نے اس روایت کی تحسین کی ہے؟ آپ کو دعویٰ کچھ اور کرنا چاہیے تھا اور ایسا دعویٰ کرتے جسے غلط ثابت کسی کے لئے ممکن نہ ہوتا۔ خیر اب ہماری گزارشات کے بعد آپ کے دعویٰ کی حیثیت کھل گئی اور ثابت ہوا کہ اس روایت کی تحسین کرنے میں شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ منفرد نہیں ہیں، ان سے پہلے شیخ البانی بھی اس روایت کی تحسین کر چکے ہیں۔

اس روایت سے متعلق کچھ مزید اعتراضات

سنابلی صاحب کی طرف سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ والا مسئلہ نہایت اختصار کے ساتھ ہم نے سنابلی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اب ہم ان باتوں کی طرف آتے ہیں جو اس روایت کے ضمن میں سنابلی صاحب نے پیش کیں۔ فرماتے ہیں:

> "اس روایت میں امیر یزید کے ساتھ ساتھ ایک جلیل القدر صحابی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بھی توہین ہے، لیکن کچھ لوگوں نے محض یزید کو بُرا ثابت کرنے کے لیے اس عظیم صحابی کی آبرو کو بھی داؤ پر لگا دیا!!" (ص ۴۶)
>
> اس سے متعلق عرض ہے کہ پہلے تو سنابلی صاحب یہ بتائیں کہ ان کا نظریہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں یہ تو نہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم عن الخطاء ہیں؟

اگر سنابلی صاحب کا جواب نفی میں ہے تو ہم پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ کیا ہر اس روایت کا انکار کیا جائے جس میں کسی صحابی کی خطاء کا ذکر آ جائے؟ اگر سنابلی صاحب یہ مانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطائیں سرزد ہو سکتی ہیں تو پھر اگر کسی صاحب تحقیق کے نزدیک ایسی روایت اگر پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے تو وہ کیا کرے؟ انکار کر دے؟ چلیں ہم سنابلی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ ان روایات کا کیا جواب دیتے ہیں جو بخاری و مسلم میں درج ہیں اور ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطاؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سنابلی صاحب اُن روایات کا انکار تو نہیں کر دیں گے بلکہ اعتراض کرنے والے کے اعتبار سے اور

اس کے اعتراض کے مطابق اس کو جواب دیں گے۔ یہ بات بھی معروف ہے کہ اگر شیعہ اعتراض کرے گا تو اپنے ایک خاص نقطۂ نظر سے اعتراض کرے گا، کوئی منکر حدیث اعتراض کرے گا تو اپنے خاص نظریے کے مطابق اعتراض کرے گا۔اور سنابلی صاحب ان لوگوں کو ان کے قائم کردہ اعتراضات کے مطابق اور ان کے خاص نظریات کے مطابق جواب دیں گے۔ ذیل میں ہم ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور سنابلی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس صحابی کی اس خطاء پر ان کا کیا تبصرہ ہے؟

”أن المغيرة بن شعبة سب علی بن ابی طالب، فقام اليه زيد بن ارقم فقل يا مغيرة الم تعلم ان رسول الله صلی الله عليه وسلم نهی عن سب الأموت فلم تسب عليا و قد مات“

ترجمہ: ”بے شک مغیرہ بن شعبۃ نے بُرا کہا علی رضی اللہ عنہ کو، تو ان کی طرف زید بن ارقم کھڑے ہوئے اور کہا اے مغیرہ کیا آپ کو پتا نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے تو آپ کیوں علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہہ رہے ہیں۔ جب کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔“ (الصحيحة ،۲۳۹۷)

اب ہم پوچھتے ہیں سنابلی صاحب سے کہ کوئی شیعہ اگر آپ سے کہے یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کے دشمن تھے تو آپ اسے کیا جواب دیں گے؟ اور منکر حدیث پوچھتا ہے کہ یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں اس کے خلاف ہے تو آپ اسے کیا جواب دیں گے؟ کیا آپ انکار کر دیں گے حدیث کا؟ ظاہر ہے کہ ان کو بتایا جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے شمار فضیلتوں کے باوجود انسان تھے اور انسانوں سے ایسی خطاؤں کا ہو جانا کچھ بعید نہیں، پھر شیعہ کو ان کی کتب سے دکھایا جائے گا کہ جن اماموں کو وہ معصوم عن الخطاء جانتے ہیں ان میں بعض سے ایسی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جن کے صادر ہونے کے باوجود ان کے فضائل و مناقب پر کوئی اثر نہیں پڑتا وغیرہ وغیرہ۔ اور منکر

حدیث کے سامنے وہ آیات رکھی جائیں گی جن میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بعض خطاؤں پر تنبیہ فرما کر ان کی اصلاح کی، آپ جیسے عالم کی نظر سے وہ نصوص مخفی تو نہیں ہوں گی۔

اب ہم سنابلی صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ شیخ زبیر کے نزدیک:

"اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة" (الصحیحة، ۱۷۴۹)

حسن کے درجے کو پہنچتی ہے تو وہ بھی اس کی کوئی معقول وضاحت کر دیتے اگر صحابی کی عزت وعظمت پر بات آتی، آپ کا یہ ظاہر کرانا کہ اس میں ایک صحابی کی بے عزتی ہے اور اس کا انکار کیا جائے یہ ہماری سمجھ بالاتر ہے۔

اس روایت سے متعلق دوسری بات سنابلی صاحب کرتے ہیں کہ:

"یہ روایت باطل ہے اسے کسی سبائی نے گھڑا ہے۔" (ص ۵۰)

عرض ہے کہ اس روایت کے باطل ہونے پر آپ نے اسنادی طور پر اپنی کتاب میں خوب بحث کی جو کہ آپ کی تحقیق ہے اور یہ معاملہ اہل علم کے درمیان عام ہے اس کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے، لیکن اس بات پہ ہمیں آپ سے اختلاف ہے کہ اس روایت کو کسی سبائی نے گھڑا ہے۔ کیا آپ اس کی سند میں کوئی سبائی رافضی راوی دکھا سکتے ہیں؟ اگر دکھا دیں گے تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے لیکن اگر نہ دکھا سکیں تو کیا آپ اپنے الفاظ واپس لیں گے؟ سبائی راوی اس روایت کی سند میں دکھانے کی صورت میں آپ کی تحقیق اس روایت کے بارے میں مزید پختہ ہو جائے گی کیوں کہ یہ ایک خارجی قرینہ ہوگا اس روایت کے باطل ہونے میں۔ لیکن یہ سب اسی صورت ہوگا جب آپ کوئی ایک بھی راوی سبائی ثابت کر دیں گے۔

روایت کے من گھڑت ہونے پر سنابلی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"جس نے اسے گھڑا ہے، وہ تاریخ سے نابلد تھا۔" (ص ۵۶)

ایسے الفاظ استعمال کرنے کی وجہ امام بخاری کا وہ قول ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:

"ولا یعرف لأبی ذر قدم الشام زمن عمر"

ترجمہ: "عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا غیر معروف ہے۔"

اس بات سے سنابلی صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس روایت کو بیان کرنے والا تاریخ سے نابلد تھا۔ ہم سنابلی صاحب سے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں اس راوی کی نشان دہی کر دیں جو تاریخ سے نابلد تھا۔ دوسری بات یہ کہ سنابلی صاحب نے شیخ زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ:

"کسی بھی معتبر محدث یا امام نے اس روایت کو صحیح یا حسن نہیں کہا۔" (ص ۹۱)

اسی طرح ہم سنابلی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی محدث یا امام نے یہ بات کہی ہے کہ اس روایت کو گھڑنے والا تاریخ سے نابلد تھا۔ واضح رہے کہ ہمارے نزدیک یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ کسی روایت کی تصحیح یا تضعیف کے لیے یہ لازم ہو کہ سلف میں سے کوئی تصحیح یا تضعیف کرنے والا ہو، یہ سوال ہم سنابلی صاحب سے الزامی طور پر کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ سنابلی صاحب کا حکم اس روایت کے موضوع ہونے پر اصل بنیاد امام بخاری کے قول پہ رکھتا ہے جو ہم نے اوپر نقل کیا۔ اسی بنیاد پر سنابلی صاحب نے کہا کہ "جس نے اسے گھڑا ہے وہ تاریخ سے نابلد تھا"، اس پر ہماری گزارش ہے کہ علامہ ذہبی و ابن کثیر نے امام بخاری کی اس بات سے اختلاف کیا ہے، [1] تو کیا سنابلی صاحب ان دونوں ائمہ کے لیے بھی یہ کہیں گے کہ یہ حضرات بھی تاریخ سے نابلد تھے۔ ہمیں اس کا جواب جان کر مسرت ہوگی اگر وہ دلیل پر مبنی ہوا تو۔

تیسری بات جو سنابلی صاحب نے کی وہ اس طرح ہے:

"اغتصبها" کے ترجمے پر بحث:

---

[1] امام ذہبی و ابن کثیر کے مطابق ابوذر رضی اللہ عنہ کا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں ہونا ثابت ہے۔

”مجلہ الحدیث کے محولہ صفحہ پر جو یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ لونڈی قبضے میں لے لی تو یہ ترجمہ کسی بھی صورت میں درست نہیں اور شاید مترجم کو بھی علم تھا کہ یہ درست ترجمہ نہیں ہے، لیکن چونکہ صحیح ترجمہ کرنے کی صورت میں ایک صحابی رسول کا بڑا گھناؤنا کردار سامنے آرہا تھا، اس لیے مترجم اس کی جرأت نہیں کر سکے، حالاں کہ یہ ترجمہ سیاق وسباق سے بالکل کٹ جاتا ہے۔“(ص ۱۴۷)

اصل متن کے الفاظ ہیں: ”فاغتصبها يزيد“ یعنی ”صحابی رسول یزید بن ابی سفیان نے اس خوبصورت لونڈی کو غصب کر لیا۔“ یہی ترجمہ درست ہے(ص ۵۰)۔

شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فاغتصبها“ کا ترجمہ بجائے غصب کرنے یا چھین لینے کے ”قبضے میں لے لی“ کر دیا، اس بات کو لے کر سنابلی صاحب نے ان کو محرف قرار دیا[۱] (حدیث یزید محدثین کی نظر میں، ص ۱۸)

حضرت آپ نے وجہ تو جان لی تھی کہ آخر شیخ زبیر نے ایسا کیوں کیا پھر بھی آپ ان پر اتنی سختی کر رہے ہیں اور وجہ آپ ہی کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ:

”صحیح ترجمہ کرنے کی صورت میں ایک صحابی رسول کا بڑا گھناؤنا کردار سامنے آرہا تھا، اس لیے مترجم اس کی جرأت نہیں کر سکے۔“

ہمیں تو اس سے یہ بات نظر آتی ہے کہ یہاں آپ نے شیخ زبیر پر زیادتی کر دی، وجہ اس زیادتی کی درج ذیل ہے۔

آپ نے اپنے ایک کمنٹ میں جو مؤرخہ 15-10-25 کو فیس بک پر کیا اس میں کہا کہ: ”اس حدیث کو صحیح کہنا اس اتہام کی تصدیق کرنا ہے“[۲] اب یہاں پر آپ یہ باور کروانا

---

[۱] سنابلی صاحب کے الفاظ یہ ہیں: توہین والے جملے میں معنوی تحریف کرتے ہوئے اس کا ترجمہ ہی بدل دیا۔

[۲] حدیث سے مراد ”اول من يبدل سنتي رجل من بني امية“ (الصحيحة رقم ۱۷۴۹)

چاہتے ہیں کہ شیخ زبیر نے ایک صحابی رسول کی گستاخی کی ہے اس روایت کی تحسین کر کے۔ حالاں کہ آپ کی یہ بات آپ کے اپنے سابقہ بیان کے مطابق درست نہیں کیوں کہ آپ نے اپنی کتاب میں یہ بات بھی کہی ہے کہ: ”صحیح ترجمہ کرنے کی صورت میں ایک صحابی رسول کا بڑا گھناؤنا کردار سامنے آرہا تھا اس لیے مترجم اس کی جرأت نہیں کر سکے۔“ (ص ۱۴۷)

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ شیخ زبیر نے آپ کے بقول غلط ترجمہ کیا جانتے بوجھتے ہوئے کیوں کہ اس سے صحابی رسول کی عزت پر حملہ تھا تو پھر آپ نے یہ بات کیوں کہی کہ اس روایت کی تحسین کرنا اس اتہام کی تصدیق کرنا ہے؟ ویسے زبیر صاحب بھی ایسا ترجمہ کرنے کی وجہ بیان کر چکے تھے۔ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

> ”اگر کوئی کہے کہ آپ نے ”فاغتصبها يزيد“ کا ترجمہ ومفہوم ”قبضے میں لے لیا“ کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم تمام صحابہ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور ہمارا یہ منہج ہے کہ ہر ممکن طریقے سے اپنے آپ کو صحابہ کی تنقیص یا اشارۂ تنقیص سے بھی بچایا جائے اور ان شاء اللہ اسی منہج میں خیر ہے۔“ (مقالات، ج ۶ ص ۳۸۱)

یہ بات شیخ زبیر کی آپ نے بھی نقل کی ہے اپنی کتاب میں (ص ۱۵۱، ۱۵۲)، ہم ایک بیان شیخ زبیر کا مزید نقل کرتے ہیں جس سے ہماری بات اور واضح ہو جائے گی کہ شیخ زبیر بالکل بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ نہ تھے۔ شیخ زبیر فرماتے ہیں:

> ”رہا ابو مسلم الجذمی کا ”فاغتصبها يزيد“ کہنا تو یہی ظاہر ہے کہ انھوں نے یہ الفاظ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سنے تھے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ الفاظ ابو مسلم الجذمی کے ہی ہیں تو یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے، کیوں کہ یہاں نرم الفاظ استعمال کرنے چاہئیں تھے۔
>
> سیدنا ابوذر اور سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما آپس میں ایک دوسرے کے بارے

میں جو الفاظ بھی بیان کریں، ہم ان کے بارے میں مکمل احترام وسکوت سے کام لیں گے، کیوں کہ ہمیں حکم ہے تمام صحابہ کا احترام وتکریم کریں۔
یہی وجہ ہے کہ ہم یہاں "فاغتصبها یزید" کا معنی سنابلی صاحب کی طرح غصب کرنا نہیں بلکہ لونڈی کو اپنے قبضے میں لے لیا کرتے ہیں تاکہ کسی صحابی کی توہین کا شبہ تک نہ ہو، ورنہ یہ مشہور قاعدہ ہے کہ غلطی سے رجوع کرنے والا بری الذمہ ہوتا ہے اور سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا رجوع اسی حدیث میں ثابت ہے۔"
(مقالات، ج٦ص٤٠٨)

شیخ زبیر کے اس بیان سے پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر ابومسلم کے یہ الفاظ ہیں تو یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے۔یعنی ابومسلم کے خلاف بھی شیخ زبیر نے سخت کلامی نہ کی، اس کے برعکس سنابلی صاحب نے ابن جوزی کے بارے میں جو سخت کلامی سے کام لیا اس کے کچھ نمونے ہم پچھلے اوراق میں دکھا آئے ہیں، پھر سنابلی صاحب نے جو تکرار لگا کے رکھی اپنی کتاب میں کہ اس روایت کی تحسین سے ایک صحابی کا گھاؤنا کردار سامنے آتا ہے، اس کے لیے ہم آئندہ اوراق میں شیخ زبیر اور سنابلی صاحب کا موازنہ کریں گے کہ سنابلی صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتنے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔

دوسری بات یہ سمجھ آئی کہ صحابہ کرام آپس میں کیسے بھی سخت کلامی کریں ہمیں ان کے بیانات پر تجزیہ کرنے کی ضرورت نہیں، یہ عین اہل سنت والجماعۃ کا نظریہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔اس کے برعکس سنابلی صاحب نے جو کچھ کیا اس پر بھی ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

تیسری بات یہ سمجھ آئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا شبہ تک نہ ہو اس لیے یہ ترجمہ کیا، اب کون عقل مند شیخ زبیر کی ان باتوں کو پڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کا مقصد صحابی کی

کردار کشی تھی (اور وہ تصدیق کرتے ہیں اس اتہام[1] کی) جو"اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة" کی تحسین کرنے سے لازم آتا ہے۔

ہم سنابلی صاحب سے ایک اور بات پوچھتے ہیں کہ اگر شیخ زبیر کے غلط ترجمہ کرنے پر آپ اتنا برسے شدت کے ساتھ تو شیخ البانی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جنھوں نے اس روایت کو نقل کر کے لکھا کہ:

"و لعل المراد بالحديث تغير نظام اختيار الخليفة، وجعله وراثة۔ والله اعلم" (الصحيحة، ج ۴،ص ۳۳۰)

"ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد خلافت کے نظام کو بدلنا اور اسے وراثت بنا لینا ہو۔"

اب یہاں تو شیخ البانی نے اس روایت کی تحسین کی پھر مراد ظاہر کی، اب سنابلی صاحب کے مطابق شیخ البانی بھی ایک صحابی رسول پر اتہام کی تصدیق کرنے والے ہو گئے، پھر شیخ البانی نے اس روایت کی ایسی مراد بیان کی جو بالکل ہی سیاق و سباق سے ہٹ کر ہے، تو سنابلی صاحب اللہ جانے اب شیخ البانی کے لیے کن سخت الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ کہہ چکے ہیں: "عصر حاضر کے معروف ومشہور اور پوری دنیا کے مقبول عظیم المرتبت محدث" (ندیم ظہیر صاحب کے اعتراضات کا جائزہ، ص ۶، قسط اول)

ہم سنابلی صاحب سے انصاف کی درخواست کرتے ہیں شیخ البانی، شیخ زبیر و علامہ ابن جوزی کے لیے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کو نرم کر دے اور وہ ان شخصیات کو معاف کر دیں۔

خیر اب آتے ہیں اس طرف کہ جب شیخ زبیر نے غلط ترجمہ کرنے کی گزارشات پیش کیں تو سنابلی صاحب نے کیا مطالبات رکھے اور کن تحفظات کا اظہار کیا۔

---

[1] جو سنابلی صاحب کا کشید کردہ ہے فیس بک پر ایک کمنٹ میں۔

مطالبہ

”اگر صحابہ کرام سے محبت وعقیدت کا ثبوت دینا ہے اور اپنے آپ کو صحابہ کی تنقیص یا اشارۃً تنقیص سے بچانا ہے تو اس بکواس روایت کو موضوع اور من گھڑت کہیں۔“

وجہ اس مطالبے کی یہ بتائی کہ:

”کیوں کہ اسے موضوع ومن گھڑت کہنا ناممکن نہیں۔“ (ص ۱۵۲)

یہ مطالبہ کیا سنابلی صاحب نے، ہم پہلے مطالبے کا جائزہ لیتے ہیں پھر وجہ مطالبہ کا۔ بکواس روایت کا پیمانہ وکسوٹی کیا ہے؟ اگر کسی کی عقل ہی کسوٹی ہے تو پھر تو شاید ہی کوئی حدیث باقی بچے جو کسی نہ کسی شخص کے اعتراض سے خالی ہو۔ اگر وہ پیمانہ ہے جو محدثین نے قائم کیا پھر سنابلی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ایسا مطالبہ کیوں کیا جس کی تکمیل آپ خود نہیں کر پائیں گے۔ مثلاً ایسی بہت سی روایات ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطاؤں کا ذکر ہوتا ہے تو کیا اب ان روایات کو بکواس کہہ دیں؟ ایک روایت ذیل میں ہم نقل کرتے ہیں:

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ، فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ: مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكُونُوا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ“

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص نشے میں لایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں مارنے کا حکم دیا، ہم میں بعض نے انھیں ہاتھ سے مارا، بعض نے جوتے سے مارا اور بعض نے کپڑے سے مارا۔ جب مار چکے تو ایک شخص نے کہا، کیا ہو گیا اسے، اللہ اسے رسوا کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔“ (بخاری، رقم ۶۷۸۱)

ہم سنابلی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس روایت کو بکواس کہہ کر رد کر دیں؟ اس میں صحابی کے ایسے فعل کا ذکر ہے جسے شریعت میں بُرا سمجھا گیا ہے۔ اگر کوئی منکر حدیث سنابلی صاحب سے کہے کہ یہ روایت بکواس ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں صحابی کی تنقیص ہے اور پھر یہ روایت قرآن مجید میں جو صحابہ کرام کے اوصاف بیان ہوئے ہیں ان آیات کے ہی خلاف ہے۔ پھر سورۃ الحجرات کی آیت تلاوت کرے۔

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴾

ترجمہ: ”لیکن اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اسے تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر فسق اور عصیان سے تمہیں نفرت دے دی ایسے ہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔“

اور پھر کہے کہ اس آیت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فسق وعصیان کو دور کرنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، جب کہ حدیث میں صحابی کا گھناؤنا کردار سامنے آتا ہے اور حدیثوں کو حجت ماننے والے اس اتہام کی تصدیق کرتے ہیں جب کہ قرآن اس کے خلاف بیان کرتا ہے۔

اب بتائیں سنابلی صاحب ایسے شخص کو کیا جواب دیں گے؟ تفصیل رکھیں گے یا سیدھا کہیں گے کہ تمہاری بات درست ہے؟ اگر تفصیل رکھیں گے تو پھر شیخ زبیر سے کیوں مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بکواس روایت کو موضوع و من گھڑت کہیں۔ اب معاملہ واضح ہے کہ اگر کوئی روایت محدثین کے اصول کے مطابق پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کا انکار درست نہیں، اسی طرح شیخ زبیر کے نزدیک اور شیخ البانی کے نزدیک یہ روایت حسن درجے کی ہے تو آپ ہی بتائیں کہ شیخ زبیر آپ کی خواہش کے مطابق اس مطالبہ پر کیسے عمل کر سکتے ہیں؟ لہٰذا آپ کا یہ مطالبہ بالکل بھی قابلِ قبول نہیں ہے اور ایک ایسا مطالبہ کرنا بھی اہل سنت کے طریق کے خلاف ہے۔ ہم اس بات پر بہت تفصیل سے لکھ سکتے ہیں جیسا کہ کسی قاری سے

یہ بات اب مخفی نہ ہوگی، لیکن ایک مثال بہت ہے ہمارے مقصود کو ثابت کرنے کے لیے۔

ویسے سنابلی صاحب سوچ کے بتائیں کہ ان کی ایسی بات پہ اگر عمل شروع ہو جائے تو عمل پیرا ہونے والا شخص کتنی جلدی اسلام سے خارج ہو جائے گا اور کتنی بدزبانی سے کام لے گا محدثین کے بارے میں۔

اب آتے ہیں وجہ مطالبہ کی طرف۔ سنابلی صاحب کہتے ہیں کہ "اسے موضوع من گھڑت کہنا ناممکن نہیں۔"

عرض ہے کسی چیز کا انکار کرنا بھی کوئی مسئلہ ہے؟ دیکھیں کیا لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب کا انکار نہیں کر دیا؟ تمام احادیث کا انکار کرنے والے موجود نہیں؟ ختم نبوت کا انکار کرنے والے وجود نہیں؟ یہ سب لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور غیر مسلموں نے کس کس چیز کا انکار نہیں کیا؟ کچھ غیر مسلم تو اللہ کے وجود کے ہی منکر ہو گئے ،وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے الفاظ بڑے عجیب وغریب ہیں، کیا آپ کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ اس روایت کو حسن مان لیتے؟ لیکن آپ ایسا کیوں کرتے جب کہ آپ کی تحقیق میں یہ روایت موضوع ہے، ہم کہتے ہیں کہ آپ کی تحقیق ہے اور اس سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن یہ مطالبہ کرنا کتنا بُرا و عجیب وغریب ہوگا کہ آپ کو کہیں کہ آپ (سنابلی صاحب) اس روایت کو حسن مان لیں، ظاہر ہے کہ مطالبہ کرنے والے کو آپ کہیں گے کہ بھائی جب روایت ہی موضوع ہے تو میں یہ کیسے مان لوں کہ یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ ٹھیک اس طرح شیخ زبیر کیسے اس روایت کا انکار اور اس پر موضوع کا حکم صادر کر دیں جو ان کے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سنابلی صاحب اپنی کتاب کو مزید نکھار دینے کے لیے اس طرح کی باتوں کو اگلے اڈیشن میں نکال دیں گے اور اعلان بھی کر دیں گے کہ ان سے غلطی ہوئی اور......

پھر سنابلی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”رافضی نے بطور الزام آپ کے سامنے یہ روایت پیش کر دی تو آپ اسے کیسے قائل کریں گے؟ اس کے سامنے غلط ترجمہ کرنے کا کیا جواز پیش کریں گے......“ (ص ۱۵۲)

اب تو شیخ زبیر رہے نہیں، اگر ہمیں کوئی رافضی کہتا ہے کہ تمہارے اہل حدیث عالم نے ترجمہ میں گڑبڑ کر دی تو ہم اسے وہی وجہ بتا دیں گے جو آپ کو پچھلے اوراق میں ہم نے شیخ زبیر کے حوالے سے بتائی، اگر مان جائے وہ تو ٹھیک ہے ورنہ رافضیوں میں سے کئی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ تو وہ قرآن ہی نہیں جو محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا، ہم اس لیے کسی رافضی کے نہ ماننے پر ہم ہرگز تعجب میں نہ پڑیں گے، کیوں کہ شیخ زبیر پر یہ اعتراض کرنا ان کا کچھ حیثیت اس بات کے آگے نہیں رکھتا کہ وہ تو قرآن کے ہی منکر ہیں۔ ہاں اگر صحیح ترجمہ جو آپ نے کیا اسے نقل کر کے وہ اعتراض کرے صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ پر تو سنابلی صاحب کیا وہ اس طرح کا اعتراض صحیح روایات پر نہیں کرتے؟ اور کیا صحابہ کرام ﷺ کی خطاؤں کا ذکر بخاری و مسلم کی روایات میں نہیں ہے کیا؟ ذیل میں ہم ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِبْنِ مَالِكٍ: أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ؟ قَالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي؟ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ بِجَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، ثُمَّ أَمَرَبِهِ فَرُجِمَ“

ترجمہ: ”ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، جو خبر میں نے تیری سنی ہے کیا وہ سچ ہے؟ ماعز رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خبر ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا تو نے جماع کیا فلاں لوگوں کی لونڈی سے۔ ماعز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں سچ ہے، پھر انھوں نے چار بار اقرار کیا، نبی ﷺ نے حکم دیا ان کو رجم

کرنے کا۔" (مسلم، کتاب الحدود، باب: من اعتراف هی نفسه بالزنی)

اس روایت پہ شیعہ کیا کیا اعتراض کرے گا یہ بتانے کی ضرورت نہیں، ہاں شیعہ کو جو جواب اُس روایت پر اعتراض کا سنابلی صاحب دیں گے وہی جواب معنوی طور پر اس روایت کا بھی بن جائے گا، البتہ روایت کے انکار کی صورت میں معاملہ کچھ اور ہوگا، لیکن سنابلی صاحب ماشاء اللہ وسیع مطالعے والے اہل حدیث عالم ہیں انکار اس روایت کا ہرگز نہیں کریں گے بلکہ اس شیعہ کا ناطقہ ایسا بند کریں گے کہ آئندہ وہ سنابلی صاحب کے راستے میں بھولے سے بھی نہیں بھٹکے گا۔ ان شاء اللہ۔

پھر سنابلی صاحب فرماتے ہیں:

"پوری دنیا میں سب کے سب صرف ترجمہ ہی پر تھوڑی گزار کرتے، بلکہ بہت سارے لوگوں کی مادری زبان ہی عربی ہے، ان سے جب کہا جائے گا کہ یہ روایت صحیح ہے تو وہ اس بکواس والے حصے کا کیا کریں گے۔" (ص ۱۵۲)

ذرا سنابلی صاحب اس روایت کے بارے میں بتائیں کہ کوئی شخص اگر کہے کہ یہ روایت بکواس ہے اور یہ جھوٹ ہے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر اور دوسرا رافضی کہے کہ یہ ہیں تمہارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی عظمت کے تم اہل سنت دم بھرتے ہو۔

"حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَزِيدُكُمْ، فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ، وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ، ...... فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتَّى بَلَغَ أَرْبَعِينَ، فَقَالَ: أَمْسِكْ"

ترجمہ: "حضین بن منذر سے روایت ہے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود

تھا، ولید بن عقبہ کو لایا گیا، انھوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھیں تھیں پھر کہا میں زیادہ کرتا ہوں تمہارے لیے تو دو آدمیوں نے ولید پر گواہی دی ایک تو حمران نے کہ اس نے شراب پی ہے۔ دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے قے کر رہا تھا شراب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو قے کیوں کرتا شراب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کو کہا کہ اٹھو اور اسے حد لگاؤ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر کو کہا اٹھو اور اسے حد لگاؤ۔ وہ اٹھے اور ولید رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گنتے جاتے تھے، جب چالیس کوڑے لگا دیئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بس رک جاؤ......" (مسلم، کتاب الحدود، باب حد خمر)

اب بتائیے کہ کوئی عربی رافضی اس روایت کو پیش کر کے اعتراضات جمانا شروع کر دے تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے؟ انکار کر دیں گے اس واقعہ کا؟ اگر ایسا نہیں کریں گے تو جو جواب آپ اسے دیں گے وہی جواب اس روایت کا بھی معنوی طور پر دے دیا جائے گا اور وہ جواب اسی صورت میں دیا جائے گا جب کہ وہ روایت پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے گی ورنہ صاف کہا جائے گا کہ روایت موضوع ہے، اب شیخ زبیر و شیخ البانی تو اسے حسن سمجھتے تھے تو وہ بھی کوئی معقول جواب دے سکتے تھے۔